قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل
لندن

مدیر ابوسعید

Online Edition

منگل 14 جنوری 2020ء | 18 جمادی الاوّل 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 12

ارشادِ باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ھُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ (النمل:04)

(ترجمہ)وہ جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃدیتے ہیں اور وہی ہیں جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

فرمانِ رسول ﷺ

نماز کی مثال نہر سے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ بھلا بتلاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر پانی کی نہر بہتی ہو اور وہ ہر روز پانچ بار اس میں نہائے تو کیا تم سمجھتے ہو کہ اس کا اس میں پانچ بار نہانا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رکھے گا؟ لوگوں نے کہا: نہیں ذرا بھی میل نہیں رکھے گا۔ آپؐ نے فرمایا: پس یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ گناہوں کو مٹا دے گا۔ (صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ الخمس کفارۃ للخطاء)

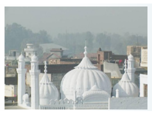

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

نماز ادا نہ کرنے والا بے ایمان ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

- ”بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ وہ علانیہ کی جاویں اور اس سے غرض یہ ہے کہ تا اس کی وجہ سے دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی کریں۔ جماعت نماز علانیہ ہی ہے اور اس سے غرض یہی ہے کہ تا دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی پڑھیں۔ اور سرًّا اس لیے کہ یہ مخلصین کی نشانی ہے جیسے تہجد کی نماز ہے۔“

(ملفوظات جلد چہارم ص665)

- ”ہماری جماعت کو چاہیے کہ تہجّد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے، کیونکہ اس کو دُعا کرنے کا موقع بہر حال مل جائے گا اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہو تی ہے، کیو نکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خا ص سو ز اور درد دل میں نہ ہو، اس وقت تک ایک شخص خوابِ راحت سے بیدا ر کب ہو سکتا ہے؟ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار قبو لیت دعا کا موجب ہو جاتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد دوم ص182)

- ”تہجد کی عادت ڈالو۔ تہجد میں رو رو کر دعائیں مانگو کہ خدا تعالیٰ گڑ گڑانے والوں اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔“

(ملفوظات جلداوّل ص153)

- ”تہجد کا حکم را ت کو ہے۔ رات میں دوسر ی طرفوں سے فراغت اور کش مکش سے بے فکری ہو تی ہے اچھی طرح دلجمعی سے کا م ہو سکتا ہے رات کو مردہ کی طرح پڑے رہنا اور سو نے سے کیا حاصل؟“

(ملفوظات جلدسوم ص111)

روز کی دُعائیں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

” میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتاہوں۔

اوّل ۔ اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔

دوم ۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔

سوم ۔ پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔

چہارم ۔ پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام

پنجم ۔ اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 309)

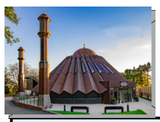

فرمان خلیفہ وقت

نماز قائم کرنے کا حکم

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

” اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے شروع میں ہی ہدایت پانے والے اور حقیقی مومن کے لئے یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں یعنی نمازوں کو قائم کرنے والے۔ اگر ہم یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ کے الفاظ کی لُغات کے لحاظ سے کچھ وضاحت کریں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ نماز کو باجماعت ادا کرنے والے ، نماز کو اس کی شرائط کے مطابق اور وقت پر ادا کرنے والے، ایک دوسرے کو نماز کی تلقین کرنے والے تا کہ مساجد بارونق ہوں ، نمازوں کی خواہش اور محبت دلوں میں پیدا کرنے والے، نمازوں کی ادائیگی میں باقاعدگی اور پابندی کرنے والے، نماز کی حفاظت کرنے والے، اُسے گرنے سے بچانے والے ، اپنی توجہ نماز کی طرف رکھنے والے، نماز پڑھتے ہوئے بعض اوقات دوسرے خیالات کی طرف توجہ ہو جاتی ہے تو انسان پھر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہوئے دعا کرتا ہے اور ان خیالات کو اس کو جھٹکنا چاہئے اور جھٹکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجّہ ہوتا ہے تاکہ نماز کی حفاظت ہو۔“

(اختتامی خطاب اجتماع انصار اللہ یوکے 2018ء)

دربار خلافت

نماز کی فرضیت اور خلافت سے وابستگی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا اجتماع انصار اللہ بھارت کے لئے خصوصی پیغام

پیارے ممبران مجلس انصاراللہ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

الحمدللہ کہ آپ کو امسال بھی اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔اللہ تعالیٰ تمام انصار کو اس بابرکت موقعہ سے بھرپوراستفادہ کی توفیق عطافرمائے۔آمین

مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔میں اس موقع پرآپ کو چند نصائح کرنا چاہتاہوں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑااحسان ہے کہ آپ نے امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوماننے اور خلافتِ احمدیہ سے وابستہ ہونے کی توفیق پائی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہااپنی پیاری جماعت کو تقویٰ میں ترقی کرنے کی نصیحت فرمائی ہے اوراس کے حصول کے لیے رہ نمائی بھی فرمائی ہے۔چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”ایک ضروری بات یہ ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرو ترقی انسان خودنہیں کرسکتاتھا جب تک ایک جماعت اور ایک اس کا امام نہ ہو۔اگر انسان میں یہ قوت ہوتی کہ وہ خودبخود ترقی کرسکتا توپھر انبیاء کی ضرورت نہ تھی۔تقویٰ کے لیے ایک ایسے انسان کے پیداہونے کی ضرورت ہے جو صاحب کشش ہو اور بذریعہ دعا کے وہ نفسوں کو پاک کرے۔دیکھو اس قدر حکماء گذرے ہیں کیا کسی نے صالحین کی جماعت بھی بنائی ہرگزنہیں اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ صاحبِ کشش نہ تھے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے بنادی۔بات یہ ہے کہ جسے خداتعالیٰ بھیجتاہے اس کے اندر ایک تریاقی مادہ رکھا ہوا ہوتا ہے۔پس جو شخص محبت اور اطاعت میں اس کے ساتھ ترقی کرتاہے تو اس کے تریاقی مادہ کی وجہ سے اس کے گناہ کی زہردورہوتی ہے اور فیض کے ترشحات اس پر بھی پڑنے لگتے ہیں۔“ (ملفوظات جلدسوم صفحہ 626تا627)

پس اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضورﷺ کے عاشقِ صادق اور اپنے نہایت پیارے وجود مسیح و مہدی کو بھیجا پھران کی جانشینی میں خلفاء کا دائمی سلسلہ بھی جاری فرمایا۔اب تقویٰ میں ترقی وہی کریں گے جونظامِ خلافت سے جڑے رہیں گے۔ انہیں کوگناہوں سے نجات ملے گی جو خلافت سے محبت اور اطاعت میں ترقی کرتے رہیں گے۔ دیکھیں یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑااحسان ہے کہ اس نے خلیفۂ وقت کے قریب ہونے کے لیے ایم ٹی اے کا ذریعہ بھی عطا فرمایا ہے۔آپ تمام خطباتِ جمعہ اورمختلف مواقع کے خطابات براہ راست سن سکتے ہیں۔اس لیے خودبھی اوراپنے اہل و عیال کو ایم ٹی اے سے جوڑیں اورجونیک باتیں سنیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں تاکہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جوچاہاہے کہ مسیح موعود کے ذریعہ دیگرادیان پراسلام کا غلبہ ہو اورسب دنیاایک وجود کی طرح ہوجائے آپ بھی اسی وحدت کی لڑی میں پروئے رہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”خداتعالیٰ چاہتاہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آبادہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔یہی خداتعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے میں دنیا میں بھیجا گیاہوں۔“

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد20صفحہ306تا307)

پس خلافت کی حبل اللہ کو ہمیشہ مضبوطی سے تھامے رکھیں۔یہ بات بھی ہمیشہ یادرکھیں کہ خلافت کے ساتھ عبادت کا بڑاتعلق ہے۔اور عبادت کیاہے؟نمازہی ہے۔جہاں مومنوں سے دلوں کی تسکین اور خلافت کا وعدہ ہے وہاں ساتھ ہی اگلی آیت میں اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ کا بھی حکم ہے۔پس تمکنت حاصل کرنے اور نظامِ خلافت سے فیض پانے کے لیے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نماز قائم کرو۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”نمازسے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں ہے۔کیونکہ اس میں حمدالٰہی ہے،استغفارہے اور درودشریف۔تمام وظائف اور اَورادکا مجموعہ یہی نمازہے اور اس سے ہرایک قسم کے غم وھم دورہوتے ہیں اورمشکلات حل ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرذرابھی غم پہنچتا توآپ نمازکے لیے کھڑے ہوجاتے۔اوراسی لیے فرمایاہے اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔اطمینان اور سکینتِ قلب کے لیے نمازسے بڑھ کر اورکوئی ذریعہ نہیں۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ310تا311)

یادرکھیں کہ نمازہرمسلمان پر فرض ہے۔قرآن شریف اوراحادیث میں اس کی بہت تاکید کی گئی ہے۔کوئی ناصر ایسا نہیں ہوناچاہیے جو پنجوقتہ نمازوں میں غافل ہو۔اللہ تعالیٰ عملی اصلاح کو پسند کرتاہے۔ان لوگوں کو بہترین اجر عطا فرماتا ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا خیال رکھتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خداتعالیٰ چاہتاہے کہ عملی راستی دکھاؤ تاوہ تمہارے ساتھ ہو۔رحم، اخلاق، احسان،اعمال حسنہ،ہمدردی اور فروتنی میں اگرکمی رکھو گے تومجھے معلوم ہے اور باربارمیں بتلاچکاہوں کہ سب سے اول ایسی ہی جماعت ہلاک ہوگی۔موسیٰ علیہ السلام کے وقت جب اس کی امت نے خداتعالیٰ کے حکموں کی قدرنہ کی توباوجودیکہ موسیٰ ان میں موجودتھا مگرپھربھی بجلی سے ہلاک کئے گئے۔“ (ملفوظات جلد 4صفحہ 112)

آپ خوش قسمت ہیں کہ ہرسال اجتماع کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری بستی میں جمع ہوتے ہیں۔ یہ نہایت بابرکت موقع ہے۔اسے دعاؤں اور ذکرِ الٰہی میں گزاریں۔اللہ تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ افضال سے فیضیاب ہو کر اپنے گھروں کو لوٹیں اوراس نیک اثرکو تادیراپنے اندرسموئے رکھیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ان تمام نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

ایم ٹی اے

MTA INTERNATIONAL

یہ ہے احساں ”ایم ٹی اے“ کا رابطہ ٹوٹا نہیں
جا کے وہ پردیس میں ایک لمحہ ہمیں بھولا نہیں

کرتے ہیں ایمان تازہ ، سن کے باتیں دین کی
دل خدا کی یاد سے غافل کبھی رہتا نہیں

دیکھ تو سکتے ہیں ان کو ، چھو مگر سکتے نہیں
ہیں سمندر پار لیکن فاصلہ ہوتا نہیں

ساری دنیا میں جلایا پیار کا روشن چراغ
آندھیاں لاکھوں چلی ہیں ، یہ دیا بجھتا نہیں

ہیں بہت ”مسرور“ پا کر خوبصورت ”چاند“ پھر
ہم کو اس پیارے خدا نے آج تک چھوڑا نہیں

حق کی ہے تائید کا عمدہ نشاں یہ ”ایم ٹی اے“
دل کی آنکھوں سے کبھی پر غیر نے دیکھا نہیں

ہر طرف گونجی فضا میں یہ صدا انور ندیم!
پیار کا نغمہ کبھی نفرت سے مر سکتا نہیں

انور ندیم علوی

نذیر احمد خادم

قرآن کریم کا عظیم مقام ومرتبہ ، اعلیٰ وارفع عظمت وشان اور بزرگی وہم وگمان سے برتر ہے

قرآن کریم کی کوئی آیت ناسخ یا منسوخ نہیں

قرآن شریف نے اپنا بے نظیر ہونا آپ ظاہر فرما دیا ہے

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ، کامل کتاب،آخری اور ابدی شریعت ہے اس کا ہر حرف اورہر لفظ غیر متبدل اور قیامت تک قائم رہنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ اور ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ (ص:88)قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ (اٰل عمران:139)

یہ لوگوں کے لئے (کھوٹے کھرے میں تمیز کردینے والا) ایک بیان ہے اور ہدایت اور نصیحت ہے متقیوں کے لئے۔

یہ ساری دنیا کے تمام لوگوں کے لئے کتاب ہدایت ہے اسی لئے فرمایا کہ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (الفرقان:53)

(ترجمہ)پس کافروں کی پیروی نہ کر اور اس (قرآن) کے ذریعہ اُن سے ایک بڑا جہاد کر۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: '' لَا رَيْبَ فِيْهِ کہ اس میں کسی قسم کا کوئی عیب اور شک وشبہ اور اسی طرح کوئی کمی ، کجی اور کمزوری نہیں ہے کیونکہ اس کا تو نزول ہی ایسے تمام شکوک، اندھیروں ، ظلمات اور تاریکیوں کو دور کرنے کے لئے اور انسانی قلوب کو یقین کامل اور محبت وقرب الٰہی کے نور سے معمور کرنے کے لئے ہوا ہے۔یہ اپنی تفسیر آپ کرتا ہے اور اَلْقُرْاٰنُ يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا کا مصداق ہے۔ قرآن کریم زندہ اور زندگی بخش کتاب ہے۔ اس کی ہر بات، ہر حکم اور ہر تعلیم واضح ، روشن اور ابہام سے پاک اور روشنی اور نور عطا کرنے والی ہے اور یہ کتاب حق کل عالم میں شکوک وشبہات کی تاریک وادیوں میں بھٹکنے والی تمام نسلِ انسانی کے لئے حق وصداقت کا آفتابِ عالمتاب ہے۔

اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجاب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کا تبدیل یا تغییر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔''

(ازالہ اوہام ،روحانی خزائن جلد 3صفحہ 170)

''خدا اُس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے۔''

(چشمۂ معرفت ،روحانی خزائن جلد 23صفحہ 340)

قرآن عظیم کی طرف ناسخ ومنسوخ کا عیب اور کمزوری منسوب کرنے کی بجائے اس کی عظمت وشان کے آگے اپنے سر جھکا دینے چاہئیں۔اس کی ہدایات وتعلیمات کے نور سے اپنے سینوں کو منور کرکے اس کی برکتوں سے اپنی جھولیاں بھرنی چاہئیں ۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہمنوا ہوکر قرآن کریم کی محبت وعظمت کے یہ گیت گانے کاوقت ہے۔

جمال و حسنِ قرآں نورِ جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (البقرۃ:107)

جو آیت بھی ہم منسوخ کردیں یا اُسے بھلا دیں ، اُس سے بہتر یا اُس جیسی ضرور لے آتے ہیں ۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے ؟

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ کے لغوی معنی بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

''نَسَخَ الشَّيْءَ کے معنے ہیں اَزَالَهٗ وَاَبْطَلَهٗ وَمَسَخَهٗ۔ اُس نے کسی چیز کو مٹادیا ۔ باطل کردیا اور مسخ کردیا۔ نُنْسِهَا: اَنْسَى الرَّجُلُ الشَّيْءَ کے معنے ہیں حَمَلَهٗ عَلٰى نِسْيَانِهٖ۔ اُسے بھول جانے پر آمادہ کردیا۔ پس نُنْسِهَا کے معنے ہیں ہم بھلوادیں اور ذہنوں سے محو کردیں ۔اَلْاٰيَةُ کے معنے ہیں اَلرِّسَالَةُ۔ رسالت۔ ''

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 95)

اس بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''اس سے یہ مراد نہیں کہ ہم قرآن شریف کی کسی آیت کو منسوخ کردیں ۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب ہم کسی نشان کو ٹلادیتے ہیں تو اس سے بہتر نشان لے آتے ہیں یا کم سے کم ویسا ہی نشان اور ظاہر کرتے ہیں تاکہ دنیا کے لئے ہدایت کا موجب بنے۔

مفسرین نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ جب قرآن کی کوئی آیت منسوخ کی جائے تو ویسی ہی آیت اور آجاتی ہے ۔ لیکن اگر کتاب ہی کی آیت مراد لینی ہو تو اس آیت کے یہ معنے لینے چاہئیں کہ اگر ہم تورات اور انجیل میں سے کسی حصہ کو منسوخ کریں ، تو قرآن کریم میں یا تو ویسی ہی تعلیم نازل کردیں گے یا اس سے بہتر نازل کردیں گے ۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ۔ نہ قیامت تک منسوخ ہوگی۔''

(حاشیہ تفسیر صغیرزیر آیت سورۃ البقرہ:107)

جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم کے بعض احکام کو منسوخ کردے یا اُن میں اضافہ کرے اور اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرے اور بھول جائے کہ وہ قرآن کریم کو کامل کرچکا ہے اور اس طرح دین متین میں فتنے پیدا ہونے کی راہ کھول دے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ، روحانی خزائن جلد 5صفحہ 377)

''حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں کیونکہ اس سے اس کی تکذیب لازم آتی ہے۔''

(الحق مباحثہ لدھیانہ ، روحانی خزائن جلد 4صفحہ 93)

جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسخ فی القرآن کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

''یہ بات کہ (قرآن مجید میں) نسخ ہے یا نہیں ؟ اس کے متعلق جہاں تک میرا فہم ہے میں یہی کہوں گا کہ آج تک کوئی ایسی آیت نظر نہیں آئی جو منسوخ اور موجود فی القرآن ہو۔حضرت نبی کریم ﷺ یا ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زبان سے بھی کوئی ایسا لفظ مروی نہیں جس سے ایسی آیات کا موجود فی القرآن ہونا پایا جاتا ہو۔'' (حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 216)

قرآن مجید کی آیت وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ (النحل:102) الآیۃ جو اس بات کی دلیل ہے کہ منسوخ تلاوتاً وحکماً مرتفع ہے اور اس کی جگہ ناسخ نے لے لی ہے تو پھر ناسخ و منسوخ کا قضیہ ہی کیا رہا۔ اگر آیت کے وسیع معنی لے لیں جو بمعنی نشان ہے تو پھر قرآن کے ساتھ کوئی خصوصیت نہیں رہتی ۔قرآن کی آیات کو منسوخ قرار دینا بڑی جرأت کا کام ہے جب تک کہ خود اللہ تعالیٰ یا اُس کا رسولؐ کسی آیت کو ناسخ منسوخ نہ فرماویں ۔ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ منسوخ ہے یا ناسخ ۔بعض نے تو یہاں تک جرأت کی ہے کہ آیاتِ احکام تو ایک طرف آیات مشتملہ علی الاخبار کو بھی منسوخ قرار دے دیا۔اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ۔

(تفسیر آیت 107 سورۃ البقرۃ۔ قرآن مجید مؤلفہ ومرتبہ حضرت مولانا مولوی میر محمد سعید صاحب قادری حنفی احمدی از درس قرآن حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نورالدینؓ)

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ

''اس وقت جو قرآن کریم دنیا میں موجود ہے اُس میں ہرگز کوئی اختلاف نہیں جس کے مٹانے کے لئے قیاساًہمیں کسی نسخ کے جواز کا فتویٰ دینا پڑے ۔ وہ اپنی موجودہ صورت میں کامل اور بے عیب ہے اور اسلام کے تمام مخالفین مل کر بھی اگر اس میں کوئی اختلاف ثابت کرنا چاہیں تو نہیں کرسکتے۔''

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 101)

''علامہ سیوطیؒ نے صرف بیس آیتوں کو منسوخ قرار دیا،ان کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ...صرف پانچ آیتوں کو منسوخ فرمایا ہے ...لیکن اس تقلیل کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہوسکتا کہ مسئلۂ نسخ اسلام یا قرآن پر کوئی عیب تھا جس کے ازالہ کی کوشش چودہ سو برس تک چلتی رہی، آخری انکشاف حضرت شاہ ولی اللہؒ کا ہوا ۔ جس میں گھٹتے گھٹتے (ناسخ ومنسوخ آیات کی تعداد۔ناقل)پانچ رہ گئی۔''

(معارف القرآن جلد1۔سروسز بک کلب 2001ء صفحہ 283تا 286)

بعدازاں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے علامہ سیوطیؒ کی منسوخ قرار دی جانے والی 20 آیات میں سے مزید 15 آیات کو حل کرلیا اور منسوخ آیات کی تعداد محض 5 رہ گئی۔مگر قرآن عظیم جیسی کامل کتاب ابدی شریعت ،دائمی دستورالحیات اور زندہ اور زندگی بخش کتاب میں 5 منسوخ آیات کا پایا جانا بھی اُس کی عظمت وشان اور مقصد نزول کے سراسر منافی ہے اور یہ قرآن کریم کے روشن اور بے عیب چہرے پر ایک ہمالیہ جیسا بڑا داغ محسوس ہوتا ہے جسے مہدی دوران مسیح آخر الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے دور فرمایا اور یہ پرشوکت اعلان فرمایاکہ قرآن کریم کی کوئی ایک آیت بھی منسوخ نہیں حتی کہ حضور نے فرمایاکہ

''قرآن کریم کا ایک شوشہ یا لفظ منسوخ نہیں۔''

(نشانِ آسمانی ،روحانی خزائن جلد 4صفحہ 391)

(1) جناب مفتی محمد شفیع کے فرزند شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دارالعلوم کراچی اپنی کتاب ''علوم القرآن'' طبع جدید نومبر 2004ء میں قرآن کریم میں ناسخ ومنسوخ کا پرزور اثبات کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔''جمہور اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ قرآن کریم میں ایسی آیات موجود ہیں جن کا حکم منسوخ ہوچکا ہے۔''

مزید لکھتے ہیں۔

''قرآن کریم کی آیتوں میں نسخ کا وجود کوئی عیب نہیں ہے

جس سے قرآن کریم کو خالی دکھانے کی کوشش کی جائے ...لہٰذا کسی آیت کی کسی تفسیر کو محض اس بنا پر ردّ نہیں کرنا چاہئے جس کے مطابق قرآن میں نسخ لازم آتا ہے۔"

(علوم القرآن صفحہ 172)

(2) اسی آیت کریمہ کی تفسیر کے تحت ڈاکٹر اسرار احمد تحریر کرتے ہیں کہ

"پھر ناسخ ومنسوخ کا مسئلہ قرآن میں بھی ہے۔قرآن میں بھی تدریج کے ساتھ شریعت کی تکمیل ہوئی ہے ...تو یہ ناسخ ومنسوخ کا مسئلہ صرف سابقہ شریعتوں اور شریعت محمدیؐ کے مابین ہی نہیں بلکہ خود شریعت محمدیؐ(علیٰ صَاحِبِهَاالصَّلوٰۃ وَالسَّلَام)۔میں بھی زمانی اعتبار سے ارتقاء ہوا ہے۔"

(بیان القرآن حصہ اول از ڈاکٹر اسراراحمد۔شائع کردہ انجمن خدام القرآن سرحد ، پشاور،اشاعت سوم اگست 2009ء صفحہ 314-315)

نسخ کے قائلین نسخ کی تائید میں قرآن کریم کی جو دوسری آیت پیش کرتے ہیں وہ درج ذیل ہے :

وَاِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (النحل:102)

"اور جب ہم کوئی آیت بدل کر اس کی جگہ دوسری آیت لے آتے ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے جو وہ نازل کرتا ہے ، تو وہ کہتے ہیں کہ تُو محض ایک افترا کرنے والا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔"

حضرت مصلح موعودرضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی بصیرت افروز تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

(1)"تاریخ سے کوئی ایک آیت بھی ثابت نہیں ہوتی جسے بدل کر اس کی جگہ دوسری آیت رکھی گئی ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو قرآن کے سینکڑوں حافظ جنہوں نے رسول کریم ﷺ کی زندگی میں قرآن کریم کو حفظ کرلیا تھا اس امر کی شہادت دیتے کہ پہلے ہمیں فلاں آیت کے بعد فلاں آیت یاد کروائی گئی تھی لیکن اس کے بعد اسے بدل کر فلاں آیت یاد کرائی گئی ۔ اس قسم کی شہادت کا نہ ملنا بتاتا ہے کہ اس بارہ میں جس قدر خیالات رائج ہیں ان کی بنیاد محض ظنّیات پر ہے نہ کہ علم پر۔

میں اس کا منکر نہیں کہ بعض احکام زمانہ نبویؐ میں بدلے گئے ہیں ۔ مگر مجھے قرآن کریم کے کسی حکم کی نسبت ثبوت نہیں ملتا کہ پہلے اور طرح ہو اور بعد میں بدل دیا گیا ہو۔ میرے نزدیک جو احکام وقتی ہوتے تھے وہ غیر قرآنی وحی میں نازل ہوتے تھے ۔ قرآن کریم میں اترتے ہی نہ تھے ۔ اس لئے قرآن کریم کو بدلنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی تھی۔"

حضرت مصلح موعودؓ اپنی بیان فرمودہ مذکورہ بالا تشریح کے بارہ میں ذہن میں پیدا ہونے والے ایک شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

(2)"اس پر یہ سوال ہوسکتا ہے کہ اگر آیاتِ قرآنیہ کو کبھی بدلا نہیں گیا تو اس آیت کے کیا معنے ہوئے ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اٰیۃ کے وہ معنے جن میں یہ لفظ بالعموم قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے نشان آسمانی کے ہیں اور وہی اس جگہ مراد ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم ایک نشان بدل کر اس کی جگہ دوسرا نشان لے آتے ہیں اور ایسا کرنا قابل اعتراض نہیں ہوتا کیونکہ اس امر کو تو اللہ ہی جانتا ہے کہ کون سا نشان کس موقع کے لئے مناسب ہے تو کفار اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تُو تو جھوٹا ہے ۔ مگر یہ اعتراض ان کا جہالت پر مبنی ہوتا ہے ۔ یہ وہ قانون ہے جس کا ظہور ہر نبی کے زمانہ میں ہوتا ہے یعنی ہر نبی کو بعض انذاری باتیں بتائی جاتی ہیں جو درحقیقت مشروط ہوتی ہیں ۔ مخاطب قوم کے قلوب کی حالت سے اگر وہ اپنے دل کی حالت بدل لیں تو وہ انذار کی خبر بھی ٹل جاتی ہے ۔ جیسے قرآن کریم میں حضرت یونسؑ کی قوم کا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ ان کی ہلاکت کی خبر حضرت یونسؑ کی معرفت دی گئی مگر بعد میں ان کی توبہ کی وجہ سے بدل دیا گیا۔

(یونس رکوع 10)

یہ عام قانون انذاری پیشگوئیوں کے متعلق ہے کہ اگر مخالف توبہ کرلیں تو مقدر عذاب روک دیا جاتا ہے ۔ ہاں وعدہ کی خبر ضرور پوری ہوکر رہتی ہے مگر اس کے متعلق بھی سنت اللہ یہ ہے کہ اگر وہ قوم جس سے وعدہ ہو پوری قربانی سے کام نہ لے یا پوری فرمانبرداری نہ دکھائے تو اس کے پورا ہونے میں تاخیر کر دی جاتی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب انہوں نے متواتر حضرت موسیٰؑ کی نافرمانی کی۔ تو وہ ارضِ موعودہ جس میں داخل کرنے کے لئے حضرت موسیٰؑ انہیں مصر سے نکال کر لائے تھے چالیس سال تک کے لئے اس کی فتح روک دی گئی اِ س کے موعود ہونے کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے ۔

یٰقَوۡمِ ادۡخُلُوا الۡاَرۡضَ الۡمُقَدَّسَۃَ الَّتِیۡ کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمۡ(مآئدہ رکوع4)۔"

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 237-238)

خاکسار اپنی اس تحریر کا اختتام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا پر کرتاہے ۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

"اے قادر خدا! اے اپنے بندوں کے رہنما ۔ جیسا تو نے اس زمانہ کوصنائع جدیدہ کے ظہور و بروز کا زمانہ ٹھہرایا ہے ایسا ہی قرآن کریم کے حقائق معارف ان غافل قوموں پر ظاہر کر اور اب اس زمانہ کو اپنی طرف اور اپنی کتاب کی طرف اور اپنی توحید کی طرف کھینچ لے ۔ کفر اور شرک بہت بڑھ گیا اور اسلام کم ہوگیا ۔ اب اے کریم ! مشرق اور مغرب میں توحید کی ایک ہوا چلا اور آسمان پر جذب کا ایک نشان ظاہر کر ۔ اے رحیم ! تیرے رحم کے ہم سخت محتاج ہیں ۔ اے ہادی ! تیری ہدایتوں کی ہمیں شدید حاجت ہے۔ مبارک وہ دن جس میں تیرے انوار ظاہر ہوں ۔ کیا نیک ہے وہ گھڑی جس میں تیری فتح کا نقارہ بجے۔ تَوَکَّلۡنَا عَلَیۡکَ وَ لَا حَوۡلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ وَ اَنۡتَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ۔"

(آئینہ کمالات اسلام ، روحانی خزائن جلد 5صفحہ 213-حاشیہ در حاشیہ)

اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ۔ درثمین اردو)

عرفان احمد خاں۔جرمنی

خدام الاحمدیہ جرمنی کی 15ویں سالانہ تربیتی کلاس

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کو ہر سال موسم سرما کی تعطیلات کے دوران اطفال الاحمدیہ سے خدام الاحمدیہ میں شامل ہونے والے نوجوانوں کی تربیتی کلاس منعقد کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ اس کلاس میں شمولیت کے لئے 15 سال کی عمر کی حد مقرر ہے۔امسال یہ 15 ویں تربیتی کلاس تھی جو 23 سے 29 دسمبر2019ء تک جامعہ احمدیہ جرمنی کی بلڈنگ میں منعقد ہوئی۔ جس میں جرمنی بھر سے 249 نوجوان خدام نے حصہ لیا۔ اِن دنوں جامعہ احمدیہ میں تعطیلات ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ کلاس جامعہ کے کلاس رومز میں منعقد کی جاتی ہے اور خدام کو جامعہ ہوسٹل میں ٹھہرایا جاتا ہے۔

تربیتی کلاس کے لئے ایک انتظامی ٹیم تشکیل دی گئی تھی جس کے ناظم اعلیٰ مکرم توقیر بٹ تھے۔ 22 دسمبر سے طلباء کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ 23 دسمبر کو صبح دس بجے کلاس کا افتتاح عمل میں آیا۔ طلباء کی 7 کلاسز بنائی گئیں۔ جن کے لئے 11 اساتذہ مقرر کئے گئے۔ صبح ناشتہ کے بعد سے عصر تک طلباء کو علم، کلام، تفسیر القرآن، تاریخ اسلام، تاریخ احمدیت و دیگر علمی مضامین پڑھائے جاتے۔ تفسیر القرآن میں سورۃ الکہف کی پہلی دس اور آخری دس آیات کی تفسیر بیان کی گئی۔ طلباء کو گروپس

میں نماز سنوا کر پڑھنے کے عملی طریق سے بھی آگاہی دی گئی۔ شام کو اسپورٹس میں باسکٹ بال، کرکٹ، ٹیبل ٹینس اور فٹ بال شامل تھا۔ جس کے بعد نوجوانوں کی بادام والے دودھ سے تواضع کی جاتی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد تلقین عمل کی طرز پر واعظ و نصیحت اور علمی معلومات میں اضافہ کے لئے علمائے سلسلہ کی تقاریر اور گفت و شنید رکھی گئی۔ جس میں محترم امیر صاحب جرمنی، مکرم صداقت احمد مبلغ انچارج، مکرم شمشاد احمد قمر پرنسپل جامعہ احمدیہ، مکرم عابد وحید خان انچارج پریس ڈیسک لندن، مکرم احمد کمال صدر خدام الاحمدیہ جرمنی، مکرم امتیاز شاہین، مکرم ذیشان باجوہ مربیان سلسلہ شامل تھے۔

29 دسمبر کو دوپہر ساڑھے بارہ بجے اختتامی تقریب مکرم مبارک احمد تنویر استاد جامعہ احمدیہ کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت ، عہد و نظم کے بعد کلاس کی رپورٹ پیش کی گئی۔ صاحب صدر نے امتحان میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کرنے والے خدام اور گروپس میں انعامات تقسیم کئے۔ مہمان خصوصی مولانا مبارک احمد تنویر نے اپنی مختصر تقریر میں کہا کہ جس شخص نے اپنا وجود شاخت کر لیا وہ زندگی میں ناکام نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں احمدی گھرانے میں پیدا کیا۔ ہماری کسی بھی غلطی پر ہمیں توجہ دِلانے اور توجہ کی طرف متوجہ کرنے والے بھی نظام میں موجود ہیں۔ اس اعتبار سے اُنہوں نے توبہ، عباد الرحمٰن، شیطان سے دور رہنے ، توبہ کی بہترین طریق اور خلافت سے وابستگی اور راہنمائی حاصل کرنے پر پُراثر تقریر کی۔ آخر پر دعا ہوئی اور تمام طلباء ، اساتذہ اور مدعو افراد کی خدمت میں کھانا بھی پیش کیا گیا۔

****

حافظ مظفر احمد

حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب

حضرت اسعدؓ بن زرارہ کی کنیت ابو امامہ تھی جس سے زیادہ مشہور تھے۔ والدہ کا نام سعاد الضریعہ تھا۔ حضرت سعدؓ بن معاذ رئیس انصار کے خالہ زادبھائی تھے ۔ان کا تعلق قبیلہ خزرج کی شاخ بنو نجّار سے تھا جن سے ہمارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ننھالی رشتہ بنتا ہے ۔آپؓ اسعد کے لقب سے مشہور تھے گویا آغاز سے ہی سعادت مند طبیعت پائی تھی۔ سچائی سے فطری لگاؤ تھا ۔

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپؓ طبعاً موحّد تھے ۔اسلام قبول کرنے کے بعد آپؓ نے عمارہ بن حزم اور عوف بن عفراء کے ساتھ بنو نجّار کے بتوں کے خلاف جہاد کی توفیق پائی۔

(ابن سعد جلد 3صفحہ 608-610)

قبول اسلام

اسعدؓ کے قبول اسلام کا واقعہ بھی عجیب ہے اس زمانے میں مدینہ کے مختلف قبائل میں باہم آویزش تھی۔ جنگ کی تیاری ہورہی تھی۔ اسعد اپنے ساتھی ذکوان کے ساتھ مکہ میں اپنے ایک سردار دوست عتبہ بن ربیعہ کے ہاں امداد کے طالب ہوکر گئے ،وہیں رسول اللہ ﷺ کے دعوے کی تفصیل کا علم ہوا۔

آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے،رسول اللہ ﷺ نے خود ان کو اسلام کا پیغام سمجھایا۔قرآن شریف کی تلاوت سنائی۔وہ طبعاً پہلے ہی توحید کی طرف راغب تھے۔رسول اللہ ﷺ کی مؤثر دعوت الی اللہ سے اسلام ان کے دل میں گھر کر گیا۔ وہ اسلام قبول کرکے واپس مدینہ لوٹے۔روایات میں ہے کہ مدینہ میں انہوں نے خاموشی سے اسلام کا پیغام پہنچانا شروع کیا اسی کے نتیجہ میں 6 افراد پر مشتمل ایک ابتدائی وفد نے حج کے موقع پر ان کے ساتھ پہلی دفعہ عقبہ مقام پر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔حضرت اسعدؓ بیعت عقبہ ثانیہ میں بھی شامل تھے اور بنونجّار کے نقیب (سردار)کے طور پر ان کو خدمت کی سعادت ملی۔

مؤرخ ابن اسحاق نے عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ کی دونوں بیعتوں میں حضرت اسعدؓ کے شامل ہونے کا ذکر کیاہے۔

(اسد الغابہ جلد 1صفحہ 71)

گواس زمانہ میں ان کی عمر کم تھی لیکن سردارانہ فہم و فراست اللہ تعالیٰ نے بہت عطا کی تھی۔

بیعت کی حقیقت

بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر ان کی دانش اور سنجیدگی کا اظہار حضرت عبادہؓ بن صامت کے بیان کے مطابق اس طرح ہوا کہ بیعت کے وقت حضرت اسعدبن زرارہؓ نے آنحضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑلیا اور کہا کہ ’’اے لوگو! جانتے ہو کہ کس بات پر تم نبی کریمؐ کی بیعت کر رہے ہو ۔اس کی حقیقت سمجھ کر بیعت کرنا،یہ بیعت اس بات پر ہے کہ تمہیں سارے عرب کے ساتھ جنگ مول لینی پڑے گی ،تمام عجم کے ساتھ تمہاری لڑائی ہوگی اور تمام جنّ وانس کے ساتھ برسرِپیکار ہوجاؤ گے‘‘ انہوں نے بھی کیاخوب جواب دیا کہ ’’ہاں اس شعور کے ساتھ ہم بیعت کر رہے ہیں کہ جو آنحضرتؐ سے جنگ کرے گا ہم اس سے جنگ کریں گے اور جو آپؐ سے صلح کرے گا ہم اس سے صلح کریں گے‘‘ پھر بھی حضرت اسعد بن زرارہؓ نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ نہیں چھوڑا بلکہ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ !اس وقت بیعت کے موقع پر آپؐ جو شرط چاہیں عائد کردیں ، میں اس شرط پر آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں ،حضورؐ نے فرمایا’’ تم سب اس بات پر میری بیعت کررہے ہو کہ یہ گواہی دوگے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور تمہیں سننا اور اطاعت کرناہوگی اور باہم اختلاف پیدا نہیں کرنا اور تمہیں میری حفاظت کرنی ہوگی بالکل اسی طرح جس طرح اپنی جانوں اور اپنے گھروالوں کی حفاظت کرتے ہو۔‘‘اس پر تما م لوگوں نے یہ عرض کیا کہ یارسول اللہؐ!ہم بلا شبہ اسی طرح آپؐ کی حفاظت کریں گے ۔یہی حضرت اسعدؓ کا مقصد تھا کہ بیعت کی حقیقت سب پر کھل جائے،اس پر مجمع میں سے آواز آئی کہ ’’اگر یہ سب کچھ ہم نے کیا تو ہمیں کیا ملے گا؟‘‘ حضور ﷺ نے فرمایا’’جنت ملے گی اوراس دُنیا میں خداتعالیٰ کی تائید ونصرت سے بھی ہمکنا ر ہوگے۔‘‘دوسری روایت میں ہے کہ اسعدؓنے (جو عمر میں سب انصار سے چھوٹے تھے) کہا’’اے اہل یثرب !ہم محمد رسول اللہؐ کے پاس صرف اس لئے آئے ہیں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور ہمیں خوب علم ہے کہ آج آپؐ کی بیعت کا نتیجہ میں سارے عرب سے دشمنی مول لینا اور اپنے پیاروں کو قتل کروانا ہے۔ پس اگر تو رسول اللہ ﷺ کو قبول کر تے ہوتو اس کا اجر تم کو اللہ تعالیٰ دے گااور اگر اپنی جانوں کا خوف ہے تو ان کو چھوڑ دو۔‘‘ انہوں نے کہا ’’اے اسعدؓ ہم ان کی بیعت کبھی نہ چھوڑیں گے نہ اس میں خیانت کریں گے پھر سب نے باری باری بیعت کی۔‘‘

(ابن سعد جلد 3صفحہ 322)

مدینہ میں پہلا جمعہ

حضرت اسعدؓ کے فضائل کا ذکر احادیث میں ملتا ہے کہ وہ سبقت جو ان کے حصے میں آئی اس میں ایک نماز جمعہ کا آغاز ہے۔ چنانچہ سب سے پہلا جمعہ جو مدینے میں پڑھا گیا ،اس کا انتظام و انصرام کرنے والے حضرت اسعدبن زرارہؓ تھے ۔انہوں نے ہی نمازجمعہ کی بناء وہاں پر ڈالی تھی مدینہ میں ایک بڑی حویلی یا دالان دو یتیم بچوں سھل اور سھیل کی ملکیت تھا ۔ وہ دونوں حضرت اسعد بن زرارہؓ کی کفالت میں تھے۔ اس جگہ حضرت اسعدؓ نے جمعہ کا انتظا م کیا جس میں چالیس کے قریب لوگ شامل ہوئے۔یہ بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد کا واقعہ ہے۔

(اسد الغابہ جلد 1صفحہ 71)

روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس موقع پر مسلمانوں کے پہلے اجتماع کی خوشی میں حضرت اسعدؓ نے ایک بکری بھی ذبح کروائی اور جمعہ میں شریک مسلمانوں کی دعوت کا انتظام کیا۔حضرت اسعدبن زرارہؓ اس وقت تک نماز جمعہ پڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ اسلام کے پہلے مبلغ حضرت مصعب بن عمیرؓ مدینہ تشریف لائے اس کے بعد امامت اور دیگر ذمہ داریاں انہوں نے سنبھال لیں پھر جب وہ اگلے سال بعض انصار کا وفد لیکر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے لئے مکہ گئے تو اس دوران بھی حضرت اسعدبن زرارہؓ کومدینے میں جمعہ پڑھانے کی سعادت نصیب ہوتی رہی۔ (ابن سعد جلد 3صفحہ 609)

حضرت کعبؓ بن مالک شاعر دربار نبویؐ اور صحابی رسولؐ جب جمعہ کےلئے نکلتے تو اذان کی آواز سن کر مسنون دُعائیہ کلمات کے بعد استغفار پڑھتے اور خاص طور پر حضرت اسعد بن زرارہؓ کےلئے مغفرت کی دُعا کیا کرتے۔ کسی کہنے والے نے انہیں کہا کہ ’’یہ کیا بات ہے جمعہ کی اذان کے وقت آپ خاص طور پر اسعد بن زرارہؓ کےلئے بخشش کی دُعاکرتے ہیں۔‘‘ انہوں نے کہا’’اسعد وہ شخص تھا جس نے آنحضرؐت کی مدینے میں تشریف آوری سے پہلے مدینے میں جمعہ کا آغاز کیا تھا۔‘‘

(اصابہ فی جلد 1صفحہ 32)

خدمتِ رسول ﷺ

پھر نبی کریم ﷺ جب مدینے تشریف لے آئے تو انصار مدینہ نے بیعت عقبہ میں جو عہد کئے تھے اس کے مطابق اپنا سب کچھ حضوؐر کی خدمت میں پیش کردیا۔ رسول اللہ ﷺ کے قیام کیلئے ہر صحابی اپنا گھر پیش کررہاتھا ۔حضورؐ نے فرمایا کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دو۔ اسے جہاں حکم ہوگا رک جائے گی اور انہی لوگوں کا میں مہمان ہوں گا۔ اونٹنی جہاں رکی وہاں سے قریب ترین گھر حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا تھا جہاں رسول اللہ ﷺ نے قیام فرمایا اور چھ ماہ تک وہاں فروکش رہے۔لیکن حضرت اسعدبن زرارہؓ نے یہ خیال کرکے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی ازلی سعادت تواب حضرت ابوایوب انصاریؓ کے حصہ میں آگئ تو میں کسی اور ذریعہ سے حضورؐ کی کوئی خدمت کرلوں۔ چنانچہ حضوؐر کی اونٹنی کی باگ انہوں نے پکڑ لی اور اسے اپنے گھر لے کر گئے اور اس کی خدمت کی توفیق انہیں کو ملتی رہی۔

(مسلم جلد 3صفحہ 1623)

آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق تھے۔مخیّرلوگوں میں ان کا شمار تھا۔ اپنے قبیلے کے رئیس اور سردار بھی تھے۔ اس زمانے میں جب آنحضرت ﷺ ہجرت کرکے مدینہ آئے تو سب کچھ چھوڑ کے آگئے تھے مدینے میں نئ جگہ آباد کاری کی کئی ضروریات سامنے تھیں۔ حضرت اسعد بن زرارہؓ نے اسی موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حسب ضرورت وہ تحفہ پیش کیا ہوگا جس کا احادیث میں ذکر آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بہت عمدہ خوبصورت قسم کا پلنگ تھا جس کے پائے ہاتھی دانت کے بنے ہوئے تھے اورجو حضرت اسعدؓ بن زرارہ نے بطور تحفہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ (زادالمعاد جلد 1صفحہ 132)

رسول کریم ﷺ کی مدینہ تشریف آوری پر جب مسلمانوں کےلئے مسجد کے قیام کی ضرورت پیدا ہوئی تو وہی احاطہ جو سھل اور سھیل کا تھا وہاں مسجد نبوی تعمیر کرنے کی تجویز ہوئی حضرت اسعدؓ نے یہ مخلصانہ پیشکش کی کہ ان دونوں بچوں کو میں راضی کرلوں گا یہ زمین مسجد کےلئے قبول کر لی جائے اور اس کے عوض انہوں نے بنی بیاضہ والااپنا باغ پیش کردیا (زرقانی جلد اول صفحہ 264) آنحضر ت ﷺ نے رقم دیئے بغیر وہ قطعہ زمین قبول کرنے پر رضا مندی نہیں فرمائی ۔

بیماری میں حضور ﷺ کی شفقت

حضرت اسعدؓ بن زرارہ غزوہ بدر سے پہلے ہی بیمار ہو کر وفات پاگئے۔ ان کو ایسی بیماری لاحق ہوگئی جس سے چہرہ اور جسم سرخ ہوجاتاہے۔ اس زمانے کے دستور کے مطابق اس بیماری کا علاج داغنے سے کیا جاتا تھا آنحضرت ﷺ کی مدینے ہجرت کے بعد حضرت اسعدؓ وفات پانے والے پہلے فرد ہیں۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں مسلمانوں کےلئے نیا ماحول تھا یہود کی دشمنی الگ تھی ، آنحضرت ﷺ کو فکر لاحق تھی کہ اس عاشق

صادق اور وفا شعار صحابی کی بیماری یا موت دشمن کی خوشی کا موجب نہ ہو۔حضورﷺ اسعدؓ کی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کی بیماری کا حال دیکھ کر آپ نے پہلے ہی تقدیرالٰہی کا مسئلہ کھول کر بیان کردیا اور فرمایا کہ’’ حضرت اسعدؓ اس بیماری سے جانبر نہیں ہوسکیں گے اور یہود طعنہ زنی کریں گے کہ دیکھو!یہ کیسا نبی ہے اپنے وفا شعار ساتھی کو بھی بچا نہیں سکا۔’’آپ ؐنے فرمایا کہ‘‘ سچ تو یہ ہے کہ نہ تو میں اپنے بارے میں بھی کوئی قدرت اور اختیار رکھتا ہوں نہ کسی دوسرے کیلئے مجھے کوئی طاقت حاصل ہے اس لئے کوئی مجھے ابوامامہؓ(اسعدؓ بن زرارہ) کے بارہ میں ملامت نہ کرے’’ تقدیر مبرم معلوم ہوجانے پر بھی نبی کریمﷺ نے علاج اور تدبیر نہیں چھوڑی۔ آنحضرتﷺ کے مشورہ سے بالآخرداغنے کا علاج کیا گیا مگر تقدیر الٰہی غالب آئی اور حضرت اسعدؓ بن زرارہ اسی بیماری سے فوت ہوگئے ۔

(اسد الغابہ جلد 1صفحہ 71،ابن سعد جلد3ص 611)

اس موقع پر بھی آنحضرتﷺ نے کمال محبت اور تعلق کا اظہار فرمایا۔ ان کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺخود ان کے غسل دینے میں شریک ہوئے۔ انہیں تین چادروں کا کفن پہنایااورخود نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت اسعدؓ وہ پہلے خوش قسمت صحابی تھے جو جنت البقیع میں دفن ہوئے۔نبی کریمﷺان کے جنازہ کے ساتھ آگے آگے چلتے ہوئے جنت البقیع تک گئے اور یوں ایک اعزاز کے ساتھ اپنے وفا شعار ساتھی کی تدفین فرمائی۔

(ابن سعد جلد 3صفحہ 612)

حضرت اسعدؓ کی وفات جنگ بدر سے پہلے اورہجرت نبویؐ کے چھ ماہ بعد شوال کے مہینے میں ہوئی ۔جبکہ مسجد نبوی کی تعمیر جاری تھی۔

آنحضرتﷺسے حضرت اسعدؓ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جو تین بیٹیاں کبشہ ،حبیبہ اور فارعہ چھوڑیں ان کی وصیت اپنے آقا آنحضرت ؐ کے حق میں کی کہ رسول اللہﷺ ہی میری بچیوں کے نگران و محافظ ہوں گے اور ان کے حق میں جو مناسب فیصلہ ہووہی فرمائیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی یہ حق خوب ادا کیا حضرت اسعدؓ کی بچیوں کواپنے گھر میں لے آئے۔ وہ آپؐ کے کنبہ کی طرح آپ ؐ ہی کے گھر میں رہتی تھیں۔ آپ ؐ کے گھر میں ہی پلی بڑھیں اور رسول اللہﷺ نے ان کا بہت خیال رکھا ۔بعد کے زمانے میں جب مختلف جنگوں میں مال غنیمت آیا جس میں سونا اور کچھ موتی تھے۔ آنحضرتﷺ نے ان بچیوں کو بھی اس میں سے تحفہ عطا فرمایا ۔

(ابن سعد جلد 3صفحہ 611،استیعاب جلد1ص 175)

حضرت اسعدؓ کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ان کے قبیلہ کے لوگ حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺہمارا سردار فوت ہوگیا ہے ان کا کوئی اور قائمقام سردار ہمارے قبیلہ میں سے مقرر فرمادیں ۔ نبی کریمﷺنے فرمایا بنو نجار!اَنْتُمْ اِخْوَانِیْ وَاَنَا نَقِیْبُکُمْ تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا نقیب ہوں۔ اسعدؓ بن زرارہ کے بعداب تم میری کفالت میں ہو۔ میں خود تمہارا خیال رکھوں گا اور تمہاری نگرانی کے حق ادا کروں گا۔ (اسد الغابہ جلد 1صفحہ 72)

کتنے سعادت مند تھے اسعدؓ! بلا شبہ وہ اسم با مسمّٰی تھے جنہیں اپنے آقا و مولا کی اتنی شفقتیں عطا ہوئیں۔

این سعادت بزور بازونیست

آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ پر غیروں کے تاثرات

مغربی مفکرین و مستشرقین نے آپؐ کو جدید دور کا مصلح قرار دیا

• کیرن آرمسٹرانگ کہتی ہیں کہ اگر ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)کو دنیا کی اور تاریخی ہستیوں پر پرکھتے تو یقیناً ہم انہیں دنیا کی کئی بڑی شخصیتوں کے برابر پاتے۔ (خیر یہ تو اس کی غلط بات ہے۔ بہت بالا پاتے)، جس طرح کہ پہلے انہوں نے لکھا ہے) ایک کامل ادبی شاہکار کی تخلیق اور ایک بڑے مذہب کی بنیاد اور دنیا کے نظام نو کی بنیاد کوئی معمولی کارنامے نہیں ہیں۔ کہتی ہیں کہ میں نے یہ کتاب اس لئے لکھی ہے کہ جب رشدی نے کتاب لکھی تھی تو مجھے یہ بات از حد قابل رحم لگی کہ رشدی کا محمدﷺ کے متعلق بیان ایک ایسا بیان تھا جسے مغربی دنیا کے لوگ پڑھنا چاہتے تھے۔ اس لئے مجھے یہ بہت اہم لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)کی اصلی و سچی کہانی بھی لوگوں تک بہم پہنچائی جائے کیونکہ وہ دنیا کی ایک ایسی قابل ذکر ہستی تھی جو دنیا میں زندہ رہی یا اس دنیا میں پیدا ہوئی۔

پھر کہتی ہیں کہ یہ خیال ہی کر لینا کہ محمدﷺ کسی ایسی چیز کی بنیاد رکھیں گے کہ جس میں وہ خوشی محسوس کریں کہ ان کے نام پر اس طرح خون بہایا جائے (11 ستمبر والے واقعہ کی طرف اشارہ ہے)ان کے خلاف ایک غیر واضح الزام ہے کیونکہ محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی تمام زندگی اس قسم کے بلا تفریق عام خون بہانے کے انسداد کے لئے گزاری ہے۔ پھر کہتی ہیں کہ محمدﷺ جہاد کے عام معنوں کا پرچار کرنے والوں کی بجائے وہ تو امن کا شہزادہ تھا۔

(Muhammad a Biography of the Prophet by Karen Armstrong page 11, 12, 14, 52. book readers international Quatta 2004)

• مائیکل ایچ ہارٹ(Michael H. Hart) کہتے ہیں کہ دنیا کے سب سے زیادہ اثر و رسوخ رکھنے والی شخصیات میں میرا سب سے پہلے محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)کو انتخاب کرنا بعض قارئین کو ضرور حیران کر دے گا اور کچھ لوگ سوال کریں گے لیکن تاریخ انسانی میں صرف وہی ایک شخص تھا جو دینی اور دنیاوی ہر دو امور کی سطح پر سب سے زیادہ کامیاب تھا۔

(The 100 A ranking of the most influential persons in history by Michael H. Hart page 33 New York 2008)

• پھر سیزر اِی فرح(Caesar E. Farah) نے لکھا ہے کہ محمدﷺ واقعی طور پر تاریخ کی بڑی ہستیوں میں سے ایک ہیں۔ دس سال کے مختصر عرصہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اپنے مشن میں کامیاب ہو جانا آپ کے مذہب اور آپ کے حسن اخلاق پر آپ کو خراج عقیدت ادا کرنے کا مستحق بنا دیتا ہے۔ آپ کی زندگی اور آپ کا کام آپ کی ذہانت کی زندہ گواہ ہے۔ آپ نے اتنی بنیادی اور ضروری تبدیلیاں ایسی قوموں اور لوگوں میں پیدا کر دیں جو اپنی کبھی نہ مٹنے والی خودستائی اور تکبر اور سرکشی کا ازل سے شکار تھے۔

(Islam by Caesar E. Farah Ph.D page 61 Edition 7th USA 2003)

• کیرس ویڈی(Charis Waddy) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے رسول(صلی اللہ علیہ وسلم)ہمیشہ اس بات پر قائم رہے کہ وہ بھی تمام دوسرے انسانوں کی طرح ایک بشر ہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا پیامبر بنایا اور اپنا کلام قرآن مجید ان پر الہام فرمایا ہے۔ محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)کی پُرتاثیر کامیابی کا راز اپنے مولیٰ کی اطاعت اور اپنی ذات کو مکمل طور پر اس کے احکامات و ہدایات کے مطابق ڈھال لینے میں ہے۔ انہوں نے یہ تمام کارنامہ اپنی ذاتی طاقت سے نہیں کیا بلکہ وہ عظیم الٰہی طاقت کے آلہ کار بنے۔ ان کو کوئی ذاتی خواہش ترقی کی طرف نہیں لے کر گئی۔ اپنے مشن کی کامیابی کے لئے بار بار آپ کو اپنی ایگو(Ego) میں کشمکش کا سامنا رہتا اور تسخیر نفس کے لئے کوشاں رہتے۔ اگرچہ وہ اس دنیا میں ہماری طرح ہی کاموں میں مصروف رہتے تھے لیکن مکمل خدا کے لئے تھے اس طریق سے محمد رسول اللہ(صلی اللہ علیہ وسلم)نے ایک سچے انسان کا مقدس فریضہ انجام دیا جو انسانیت کا اصل مقصد ہے اور اسی لئے آپ کو انسان کامل کہا جاتا ہے۔

(The Muslim Mind by Charis Waddy page 36 Longman London & New York 1976)

ایک اور جگہ مائیکل ایچ ہارٹ (Michael) H. Hart ہیں۔ کہتے ہیں دنیا میں عیسائیوں کی آبادی مسلمانوں سے تقریباً دو گنی ہے اس لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)کا درجہ عیسیٰ سے اونچا بتایا جانا عجیب لگے گا۔ اس فیصلہ کی دو بڑی وجوہات ہیں۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم)کا درجہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے اونچا ہے۔ کہتے ہیں اس فیصلہ کی دو بڑی وجوہات ہیں۔ پہلی یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسلام کی ترقی میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے بہ نسبت عیسیٰ (علیہ السلام) کے جو انہوں نے عیسائیت کی ترقی کے لئے ادا کیا۔ اگرچہ عیسائیت کے اخلاق اور عملی اصولوں کے ذمہ دار عیسیٰ (علیہ السلام) ہی تھے۔ اگرچہ یہ رسول یہودیت سے مختلف بھی تھے لیکن عیسائی دین کو اصلی نشوونما دینے والا سینٹ پال تھا۔ عیسائیت کے اصولوں میں تبدیلی لانے والا اور عہد نامہ جدید کے بڑے حصہ کا مصنف بھی وہی سینٹ پال تھا لیکن محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)دین اسلام اور اس کے اخلاق اور عملی اصولوں کے ذمہ دار تھے۔ انہوں نے نئے مذہب اور اس کے اخلاق اور عملی اصولوں کے پھیلانے اور قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ اسلامی مقدس کتاب یعنی قرآن کے مصنف بھی ہیں جو ان کے خیال کے مطابق خدا کی طرف سے الہام کی گئی۔ اس کے زیادہ تر ارشادات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی جمع کر لئے گئے تھے۔ پھر کہتے ہیں کہ اگرچہ قرآن مسلمانوں کے نزدیک اتنا ہی اہم ہے جتنی کہ بائبل عیسائیوں کے نزدیک لیکن قرآن کے وسیلے سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اثر بہت زیادہ رہا ہے۔ یہ اغلب ہے کہ اسلام پر محمد کا اثر عیسیٰ اور سینٹ پال کی نسبت زیادہ ہے۔

(The 100 A ranking of the most influential persons in history by Michael H. Hart page 38-39 New York 2008)

مومن کی خدا تعالیٰ کے حضور تضرعات

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اے اللہ! پس تو رحمتیں اور سلامتی نازل کر اس شفاعت کرنے والے پر جس کی شفاعت قبول کی جائے گی، جو نوع انسان کا نجات دہندہ ہے اور ہمیں مدد دے کہ ہم اس سلطان کے وجود سے فائدہ اور فیض پائیں۔اس کے (وجود کے)ذریعہ ہمیں نجات دے ہر ایک ظالم ہاتھ کے شر سے جو ظلم میں بڑھا ہوا ہے....اے اللہ ! ہمیں ان کے فتنے سے بچا اور ہمیں ان کی تہمت سے بچا اور اپنی حفاظت،اپنے انتخاب اور اپنی خیر سے ہمیں خاص کر۔اور ہمیں اپنے غیر کی حفاظت میں نہ دے اور ہمیں ایسے صالح عمل کی توفیق دے جس سے تو خوش ہوجائے۔ہم تجھ سے تیری رحمت،تیرا فضل اور تیری رضا طلب کرتے ہیں اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔(اے)میرے ربّ!اپنے فضل سے میری قوت،میری بصارت اور جو کچھ میرے دل میں ہے اس کا نور، میری زندگی اور موت کا قبلہ بن جا اور مجھ سے محبت کر اور مجھے ایسی محبت عطا کر کہ میرے بعد کوئی اس میں آگے نہ بڑھ سکے۔(اے) میرے ربّ!پس میری دعا قبول فرما اور مجھے میری مراد عطا کر،مجھے پاک صاف کر دے، مجھے عافیت عطا کر، مجھے اپنے اندر جذب کر لے، میری رہنمائی فرما، میری مدد فرما، مجھے صحیح راستے پر گامزن فرما،میرا تزکیہ فرما، مجھے نور عطاکر اور مجھے سارے کا سارا اپنا بنا لے اور خود سارے کا سارا میرا ہوجا۔(اے)میرے ربّ!ہر دروازے سے میری طرف آ۔مجھے ہر پردے سے نکال دے۔مجھے ہر مشروب سے سیر فرما۔نفس اور جذبات کے ہیجان میں میری مدد فرمااور مجھے فراق کے خطرات اور ظلمات سے بچا۔ایک لمحے کے لئے بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر اور مجھے اس کی بُرائیوں سے بچا اور مجھے اپنی رفعت اور بلندی عطا فرما اور میرے وجود کے ذرے ذرے میں داخل ہو جا۔اور مجھے ان لوگوں میں بنا جو تیرے سمندروں میں غوطہ لگاتے، تیرے انوار کے باغوں سے چرتے اور تیری قضا و قدر پر راضی رہتے ہیں اور میرے اور اپنے اغیار کے درمیان دوری ڈال دے (اے) میرے ربّ!اپنے فضل اور اپنے چہرے کے نور کے ذریعہ مجھے اپنا جمال دکھا اور مجھے اپنا شیریں شربت پلا اور مجھے ہر قسم کے حجاب اور غبار سے نکال اور مجھے ان لوگوں میں سے نہ بنا جو اندھیروں اور پردوں میں اوندھے پڑے ہیں اور برکتوں ،روشنیوں اور انوارسے دور ہیں اور اپنی ناقص عقل کی وجہ سے نعمتوں کے گھر سے ہلاکت کے گھر کی طرف پھر گئے ہیں اور تو مجھے اپنے چہرے کی خالص اطاعت اور اپنے حضور ہمیشہ سر بسجود رہنے کی توفیق عطا کر اور مجھے ایسا عزم عطا کر کہ جس میں تیری نظر عنایت پڑے اور مجھے وہ چیز عطا کر جو صرف اسی کو عطا کرتا ہے جو مقبولین میں سے ہو اور مجھ پر ایسی رحمت نازل فرما جو تو صرف اسی پر نازل کرتا ہے جو تیرے محبوبوں میں سے ہو۔(اے)میرے ربّ!میری کوشش ،میرے عزم،میری دعا اور میرے کلام سے اسلام کو زندہ کر اور میرے ذریعہ اس کی رونق،خوشحالی اور حسن و جمال دوبارہ بحال کر اور اس کے ہر معاند اور اس (معاند)کے کبر کو توڑ کر رکھ دے۔(اے)میرے ربّ!مجھے دکھاکہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے،مجھے خصائل ایمانی رکھنے والے چہرے،یمنی حکمتوں والے نفوس،اپنے خوف سے رونے والی آنکھیں، اپنے ذکر سے کانپ جانے والے دل، حق و ثواب کی طرف رجوع کرنے والابنا۔"

(آئینہ کمالات اسلام،روحانی خزائن جلد5ص5)

حضرت مفتی محمد صادقؓ کی بطور واقفِ زندگی خدمات کامختصر تذکرہ

1907ء کی بات ہے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ "اب سلسلہ کا کام بڑھ رہا ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ بعض نوجوان دور و نزدیک تبلیغ کے کام کے واسطے اپنی زندگیاں وقف کریں۔"مفتی صاحبؓ جو ہمیشہ اس انتظار میں ہوتے تھے کہ خدمت کا کوئی موقع ہو اور وہ اس کو حاصل کریں۔انہوں نے فوراً حضرت صاحبؑ کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ "اگر اس لائق سمجھا جاؤں تو دنیا کے کسی حصہ میں بھیجا جاؤں۔"

حضرت صاحبؑ نے اس پر اپنے قلم سے تحریر فرمایا""منظور"

حضرت مسیح موعودؑ کی عطا کردہ اس منظوری کے مطابق مفتی صاحب کو پہلے برطانیہ اور پھر امریکہ میں قریباً سات سال تک خدمت دین کی عظیم سعادت حاصل ہوئی۔1917ء میں اس دور کا آغاز ہوا جب آپ انگلستان کے لئے روانہ ہوئے۔ بمبئی سے جہاز کے روانہ ہوتے ہی مفتی صاحب کی دعوت الی اللہ کا آغاز ہو گیا اور تین دن کے اندر اندر ایک انگریز نے احمدیت قبول کر لی اور پھر یہ سلسلہ جاری رہا۔ سفر کے دوران ہی متعدد افراد نے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔سفر کی ابتداء میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوشخبری کے طور پر نظارہ دکھا دیا تھا کہ آپ خیریت سے منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ راستہ میں ایک موقعہ ایسا آیا کہ یہ خدشہ ظاہر کیا جانے لگا۔ یہ جہاز ڈوبنے والا ہے۔ جہاز میں کہرام مچ گیا ہر مسافر جان بچانے کی فکر میں تھا۔ مفتی محمد صادق لوگوں کو تسلیاں دیتےچنانچہ جہاز خیریت سے منزل پر پہنچا اور مفتی صاحب کو دعوت الی اللہ کا ایک عمدہ موقعہ مل گیا۔

1920ء میں ایک بحری جہاز پر سوار ہو کر امریکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ قبولیت دعا اور تائید الٰہی کا ایک عجیب واقعہ اس سفر میں رونما ہوا۔ ایک سخت سمندری طوفان نے جہاز کو آ گھیرا۔طوفان اتنا شدید تھا کہ جہاز کی غرقابی کا خوف محسوس ہونے لگا۔ مسافروں کی چیخ و پکار سے ہر طرف شور قیامت برپا تھا۔ اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود کے فدائی مفتی محمد صادق صاحب نے ایک عجیب جلالی انداز میں سمندر کو یوں مخاطب کیا "اے سمندر ! تجھے معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک خادم خدا کے دین کی خدمت کے لئے جا رہا ہے کیا تو مجھے دکھ دے گا۔"مفتی صاحب خود بیان کرتے ہیں کہ

میں اللہ تعالیٰ کے پیار اور مسیح موعود کے ایک ادنیٰ غلام کی دعا کی قبولیت کا نظارہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ جونہی میں نے اپنی بات ختم کی جو دراصل اللہ تعالیٰ کے حضور ایک عاجزانہ التجا تھی۔ میں نے دیکھا کہ گویا آسمان سے فرشتے اترے ہیں اور انہوں نے اپنے ہاتھوں سے سمندر کی متلاطم موجوں کو ساکن کردیا۔ (کرم الٰہی ص 152`153)

یہ جہاز سلامت پہنچے گا

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایک واقعہ تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ 1917ء میں جب کہ جنگ عالمگیر اپنے پورے شباب پر تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مجھے حکم دیا دعوت دین کے لئے انگلستان جاؤ۔

عورتوں نے حضور کی خدمت میں عرض کی حضور سمندری سفر خطرے سے خالی نہیں لوگ گیہوں کی طرح پس رہے ہیں ۔ اگر حضرت مفتی صاحبؓ کو ابھی روک لیا جائے۔ تو بہتر ہے۔اس کے جواب میں حضور نے فرمایاکہ گیہوں چکی میں پسنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں۔ مگر ان میں سے بھی کچھ اوپر رہ جاتے جو نہیں پستے۔ تو یہ مفتی صاحب بچے ہوئے گیہوں ہیں پسنے والے نہیں۔

جب ہمارا جہاز بحیرہ روم میں داخل ہوا۔ تو جہاز کے کپتان نے جہاز کے تمام مسافروں کو اوپر ڈیک پر بلایا اور ایک تقریر کرتے ہوئے کہ یہ سمندر جس میں ہم داخل ہوئے ہیں۔ جرمن کے سب جہازوں سے بھرا پڑا ہے اور معلوم نہیں کہ کب ہمارا جہاز ان کے نشانے سے ڈوب جائے اگر ایسا ہوا۔ تو یہ جہاز کے ڈوبنے سے پہلے ایک سیٹی بجے گی۔چنانچہ کپتان نے سیٹی بجا کر سنائی پھر کہا کہ جب یہ سیٹی بجے تو کشتیاں جو جہاز کے دونوں طرف لٹک رہی ہیں آپ لوگوں کے لئے ہیں۔ پھر اس نے نام بنام کشتیوں کے نمبر بتائے اور سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ ایسے موقعہ پر اپنی اپنی کشتیوں میں بیٹھ جائیں پھر یہ کشتیاں جہاں کہیں آپ لوگوں کو لے جائیں آپ کی قسمت۔ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے۔

کپتان کے اس لیکچر کو سننے کے بعد میں اپنے کمرے میں آیا اور اس خطرے سے بچنے کے لئے اللہ کریم سے گڑ گڑاکر دعا کی۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے کمرے میں کھڑا ہوا ہے اور مجھے انگریزی میں کہتا ہے۔

"صادق یقین کرو یہ جہاز سلامت پہنچے گا"

اس خوشخبری کو پا کر میں نے تمام مسافروں کو اور کپتان کو اطلاع دی اور ایسا ہی ہوا ہمارا جہاز ساحل انگلستان پر سلامتی سے پہنچ گیا کئی جہاز ہمارے سامنے آگے پیچھے دائیں بائیں ڈوبے ان جہازوں کی لکڑیاں پانی میں تیرتی ہوئی دیکھیں مگر خداوند تعالیٰ نے ہمارا جہاز سلامت پہنچا دیا۔

(لطائف صادق صفحہ 131,130)

DAILY ALFAZL LONDON (Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین،آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

لقمان انجم

روزنامہ الفضل کا پرنٹ سے ڈیجیٹل میڈیا تک کا کامیاب سفر

1913ءکا سال خلافت اولیٰ کا آخری سال تھا چنانچہ اس وقت بعض حالات کی وجہ سے شدت کے ساتھ ایک ایسے نئے اخبار کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی جو حقیقی طور پر خلیفۃ المسیح کا سلطان نصیر بن کر حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو لے کر آگے چلے چنانچہ اس سلسلہ میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے نیا اخبار شروع کرنے کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے حاصل کی جو حضرت خلیفۃ المسیح نے عطا فرما دی اور اس نئے اخبار کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ہی اپنی ایک رویا کی روشنی میں ''الفضل'' عطافرمایا۔

(الفضل 19 نومبر 1914)

اخبار کے شروع کرنے کے لئے ایک اہم مرحلہ اس کے لئے سرمایہ کا انتظام تھا چنانچہ نئے اخبار کی ضرورت اور اس کے سرمایہ کی کمیابی کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ۔

''میں بے مال و زر تھا۔جان حاضر تھی مگر جو چیز میرے پاس نہ تھی وہ کہاں سے لاتا اس وقت سلسلہ کو ایک اخبار کی ضرورت تھی جو احمدیوں کے دلوں کو گرمائے۔ان کی سُستی کو جھاڑے ان کی محبت کو اُبھارے ان کی ہمتوں کو بلند کرے اور یہ اخبار ثریا کے پاس ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا اس کی خواہش میرے لئے ایسی ہی تھی جیسے ثریا کی خواہش، نہ وہ ممکن تھی نہ یہ ''

(یاد ایام،انوار العلوم جلد 8 ص 369)

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی بے تابی کو اس طرح دور فرمایا اور نئے اخبار کے لئے سرمایہ کا انتظام اس طرح سے کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی حرم اوّل حضرت ام ناصر کے دل میں آپ کی مدد کرنے کی تحریک کی چنانچہ حضرت ام ناصر نے نئے اخبار کو شروع کرنے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں اپنا اور اپنی پیاری صاحبزادی حضرت ناصرہ بیگم (والدہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)کا زیور پیش کیا چنانچہ آپؓ نے یہ زیورلاہور میں جا کر پونے پانچ سو کے عوض بیچا اوریہ نئے اخبار کا اوّلین سرمایہ تھا ۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی والدہ حضرت سیدہ ناصرہ بیگم کی وفات پر اپنے خطبہ میں ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے قارئین الفضل کو ان کے لئےدعا کی تحریک اس طرح فرمائی تھی کہ

''قارئین الفضل حضرت مصلح موعودؓ کی اس پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے ہوئے دعاؤں میں یاد رکھیں کہ الفضل کے اجراء میں گو بے شک شعور رکھتے ہوئے تو نہیں لیکن اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ نے بھی حصہ لیا اور یہ الفضل جو ہے آج انٹر نیشنل الفضل کی صورت میں بھی جاری ہے۔اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ان کی دعائیں ہمیشہ ہمیں پہنچتی رہیں۔''

(الفضل 20 ستمبر 2011 ص 7)

اسی طرح حضرت اماں جانؓ اور حضرت نواب محمد علی خانؓ نے بھی اپنی کچھ زمین نئے اخبار کو شروع کرنے کے لئے دی اور یوں ایک نئے اخبار کا سرمایہ اکٹھا ہو گیا اور حکومت سے ڈیکلریشن کے حصول کے بعد الفضل سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی زیر ادارت 18جون 1913کو منصۂ شہود پر آگیا اور اپنے نام کی طرح ہی جماعت پر بطور فضل خداوندی ثابت ہوا۔

الفضل اپنے آغاز ہی سے خلافت کا سلطان نصیر بن کر دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی کرنے لگا اوربہت جلد خدا تعالیٰ نے الفضل کو ایسے جاں نثار انصار عطا کئے جن کی بدولت الفضل ایک ادارہ کی حیثیت اختیا رکر گیا اور بقول شاعر کہ ؂

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

الفضل پر ایک اہم دور اس وقت آیا جب 1947ءمیں تقسیم ہند کے بعد جماعت احمدیہ کو نہایت سخت حالات میں بےسروسامانی کے عالم میں قادیان دارالامان سے اپنے پیارے امام حضرت سیدنا مصلح موعودؓکے زیر قیادت پاکستان ہجرت کرنا پڑی۔پاکستان پہنچ کرامام جماعت احمدیہ حضرت سیدنا مصلح موعودؓ کو جماعت کی از سرنو تنظیم سازی کے حوالہ سے بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جیسا کے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایاکہ ''یہاں پہنچ کر میں نے پورے طور پر محسوس کیا کہ میرے سامنے ایک درخت کو اُکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا نہیں بلکہ ایک باغ کو اُکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا ہے۔

(الفضل31جولائی 1949ء)

چشم فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ حضرت مصلح موعودؓ جیسے مدبر وجود کی بدولت باغ احمد میں بہار نَو پیدا ہو گئی اورآپؓ نے بوستان احمد کے اشجار کواس طور پر دوبارہ لگا دیا کہ سب اشجار نہایت قلیل عرصہ میں اپنا پھل دینے لگ گئے۔حضرت مصلح موعودؓ نے لاہور ہجرت کے بعد صرف 15 روز کے قلیل عرصہ میں یعنی 15ستمبر 1947ءکو مالی وسائل کی شدید کمی کے باوجودپاکستان سے الفضل کا اجراء فرمایا ۔ حضرت مصلح موعودؓ کے سلطان نصیر کے طور پر جماعت کی از سرنو تنظیم سازی میں الفضل نے ایک کلیدی کردار اداکیا۔ احمدی مہاجرین اور پناہ گزینوں کا اپنے محبوب امام سیدنا حضرت مصلح موعودؓ سے راہنمائی اور مرکزی ہدایات کے حصول کا واحد ذریعہ الفضل ہی تھا چنانچہ اُس وقت الفضل پر حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے جماعت کے نام پیغامات، جماعت کے انتظامی اعلانات، جماعتی عہدے داران کی طرف سے اعلانات،مالی قربانی کی طرف توجہ کے اعلانات شائع ہو تے رہے جن کی بدولت جماعت نہایت قلیل عرصہ میں ازسرِنو وحدت کے شیرازہ میں پروئی گئی چنانچہ جہاں دوسرے لوگوں کا کوئی پرسان حال نہ تھا وہاں احمدیوں کا سہارا آستانہ ٔخلافت تھا اور الفضل کی حیثیت ایک پل کی سی تھی جس کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح اور جماعت کا آپس میں رابطہ قائم تھا۔

الفضل پر ایک اور اہم دور اس وقت آیا جب اسے اُسی ملک کے اربابِ حل وعقد کی طرف سے مختلف قسم کی قدغنوں کا سامنا کرنا پڑا اور جبری تعطل کا شکار رہنا پڑا جس ملک کے قیام کے لئے یہ ایک لمباعرصہ کوشاں رہا ۔

تاریخ احمدیت گواہ ہے جب بھی ارضی دنیا نے جماعت کے لئے زمین تنگ کرنا شروع کی تو آسمان پر جماعت کے لئے ایک لامتناہی وسعتوں کا نیا دور مقدر کر دیا گیا چنانچہ 13 دسمبر 2019 کا دن روزنامہ الفضل کے لئے ایک نیا سنگ میل تھا کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کی ویب سائٹ کا اجراء فرمایا ۔

روزنامہ الفضل ٹیکنالوجی کے اس دور میں ڈیجیٹل میڈیا کے ذریعہ چہار دانگ عالم میں حضرت مسیح موعودؑ کے فیض کو پہنچا رہا ہے،ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم الفضل کی اس جاری نہر کے لئے اپنے گھروں کے دروازے کھولیں اور اپنے دامن کو اس کے فیض سے مالا مال کریں نیز ان بزرگان کی قربانیوں کو بھی یاد رکھیں اور ان کا ذکر اپنی دعاؤں میں بھی ہو جنہوں نے الفضل کو جاری رکھنے کی خاطر کئی قسم کی مشکلات برداشت کیں ،کڑے وقت کو دیکھا اس طرح بعض نے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔روزنامہ الفضل لندن تک رسائی حاصل کرنابہت آسان ہے۔اپنےکمپیوٹر یالیپ ٹاپ پر اس کی ویب سائٹ کاایڈریس

www.alfazlonline.org

ٹائپ کریں اوراس ویب سائٹ پرجاکرتازہ شمارہ یاگزشتہ شمارے ڈاؤن لوڈکرلیں ۔اس کے علاوہ اس خوبصورت ویب سائٹ کے مختلف شعبہ جات میں مضامین،ارشادات،اداریےاور نظمیں وغیرہ سے استفادہ فرمائیں اوراپنےعزیزواقارب کوبھی تلقین کریں کہ اس کی ویب سائٹ ضرور وزٹ کیاکریں اور یہ روزانہ کامعمول بنا لیں۔

الفضل کےآغاز کے وقت حضرت مصلح موعودؓ نے اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء پیش کی تھی کہ ''اے میرے مولا ! اس مشت خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر میں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی رستہ دکھا،لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض کو لاکھوں نہیں کروڑوں تک وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا،اس کے سبب سے بہت سی جانوں کی ہدایت ہو''

(الفضل 18 جون 1913 ص 3)

دعا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ رقت آمیز دعائیں اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں بھی قبول فرمائے۔آمین